حصر من ایر ان کم خواجت سالاین می



حضرت ابرابيم عليه السلام

ابوالا نبیاء حضرت ابر اہیم کی ولادت طوفانِ نوح کے در میان ایک ہز ار سال سے پچھے زیادہ کازمانی فاصلہ شار کیا جاتا ہے۔ توریت میں حضرت بر اہیم کا نسب نامہ اس ترتیب سے بیان ہوا ہے۔ بر اہیم مین تارح بن نحور بن سروح بن رعو بن فلج بن ارکسد بن سام بن نوح ۔

مفسرین کی رائے میہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد" تارح"کا انتقال حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد" تارح"کا انتقال حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بحیین میں ہو گیا تھا جو کہ مومن وموحد انسان تھے۔ حضرت ابراہیم گی پرورش ان کے بچپانے جو کہ بت تراش تھے اور آذر انہی کانام تھا۔ چونکہ عربی میں باپ اور چچا کے لئے ایک ہی لفظ استعال ہو تا ہے اس لئے قرآن میں آذر کے لئے "ابیہ" (اس کا بات) لفظ استعال ہوا ہے۔

لفظ ابراہیم" اب "اور" راحم" سے مرکب ہے جس کے معنی ہیں" مہر بان باپ"۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت کسدیوں کے قدیم شہر" اور (UR) "میں ہوئی جو جنوبی عراق میں فرات کے کنارے بابل اور نینواسے پہلے آباد تھا۔ اس محل و قوع کے اعتبار سے یہ مقام آج کل" تل اہیب" کے نام سے موسوم ہے۔ اس وقت بابل، شام اور مصر میں قبائل سامیہ آباد تھے۔ ان قدیم سامی اقوام کو عاد اور شمود کھی کہا جاتا ہے۔ حضرت ابراہیم ان ہی اقوام میں ہدایت اور توحید کے پر چار کے لئے مبعوث کئے گئے۔

بابل مین آباد قوم صابی یعنی ستارہ پرست تھی اور بت پرستی بھی ان کا شیوہ تھا۔ سامی قوم کاعقیدہ یہ تھا کہ ہر ستارہ میں ایک روح آباد ہے اور بیہ روحیں نیک یابد ہوتی ہیں۔ارواحِ خبیثہ سے متعلق ان کا گمان بیہ تھا کہ نذر نیاز، چڑھاوے اور قربانی سے یہ خوش ہوتی ہیں اور کوئینقصان نہیں پہنچا تیں۔ نیک روحوں کوخوش کرکے ان سے مستفیض ہونے کے لئے گانا بجانا اور ارواح کی مدح سر ائی کرنا ان اقوام کا معمول تھا۔ انہی باطل





عقائد کی بناء پر قوم نے بیسیوں معبود گھڑ گئے تھے اور نظام کا ئنات کے تحت انجام پذیر ہونے والے اعمال کو ان معبودوں سے منسوب کرر کھا تھا۔ روزی دینے، مینہ برسانے، اولا د دینے، تندرستی عطا کرنے اور مختلف حاجات کے لئے انہوں نے الگ الگگ بت تراش رکھے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم گونورِ فراست سے نوازاتھا۔ وہ یہ یقین رکھتے تھے کہ بت نہ سن سکتے ہیں، نہ دیکھ سکتے ہیں، نہ دیکھ سکتے ہیں، نہ کسی کی پکار کا جواب دے سکتے ہیں، اور نہ نفع نقصان کا ان سے کوئی واسطہ ہے۔ لکڑی کے کھلونوں، پتھر سے بنی ہوئی دو سری چیز وں اور ان بتوں کے در میان کوئی فرق ہے نہ کوئی اور بات ان میں امتیاز پیدا کر سکتی ہے۔ وہ صبح شام دیکھتے تھے کہ ان بے جان مور تیوں کومیر اباپ اپنے ہاتھوں سے بنا تا ہے اور جس طرح اس کا جی چاہتا ہے ناک، کان، آئکھیں اور دیگر اعضاء تر اش لیتا ہے۔ پھر بہی بت عبادت گاہوں میں سجاد یئے جاتے ہیں جہاں باد شاہ اور دیگر ار بابِ اقتدار ان کے سامنے اپناما تھا ٹیکتے ہیں اور اپنی حاجتیں ان کے سامنے اپناما تھا ٹیکتے ہیں اور اپنی حاجتیں ان کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

حضرت ابراہیم کاحق ومعرفت سے آگاہ ذہن اس بات کی تلاش میں تھا کہ معلوم کریں کہ لوگ ان بے جان پتھر کے بتوں اور لکڑی کے بے حس وحر کت مجسموں کی پرستش کیوں کرتے ہیں۔ایک روز انہوں نے اپنے باپ سے سوال کیا:

"اے میرے باپ! کیوں پوجتاہے جو چیز نہ سنے ، نہ دیکھے نہ کام آوے تیرے کچھ۔"

(سوره مريم-۲۴)

"بت تراش آذر حضرت ابراہیم علیہ السلام کاسوال سن کر سراسیمہ گیاجواب کیادیتا جیرت اور استعجاب سے انہیں دیکھتارہ گیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دوبارہ استفسار پر آذر نے صرف بیہ کہا کہ یہ میرے آباؤ





اجداد کاراستہ ہے۔اس جواب سے حضرت ابر اہیم ؑ کی تشفی نہیں ہو گی۔ یہی سوال انہوں نے اور لو گوں سے بھی کیا مگر کوئی فرد واحد بھی اس کا تسلی بخش جواب نہ دے سکا۔

حضرت ابراہیم ٹے جب بار بار لو گوں سے پوچھا کہ بتاؤجن کو تم اپنامعبود سیمھتے ہواور جن کی پرستش کرتے ہو کیا یہ تمہیں کسی تھی ہیں؟۔۔ تووہ کہنے لگے کہ ان باتوں میں ہم پڑنا نہیں چو کیا یہ تمہیں کہ ہمارے باپ دادا یہی کرتے چلے آئے ہیں لہذاہم بھی وہی کررہے ہیں۔

حضرت ابراہیم کے اندر تفکر کا پیٹر ن متحرک تھا۔ انہوں نے سوچا کہ جوشے اپنی مرضی سے حرکت نہیں کرسکتی، ہل جل نہیں سکتی اس سے یہ امید وابستہ کرنا کہ یہ مجھے فائدہ پہنچائے گی یاکسی قسم کا نقصان پہنچانے کا باعث بنے گی، سوائے وقت کے ضیاع کے اور پھھ بھی نہیں۔ حضرت ابراہیم کا حق شاس ذبن اس بات کو قبول کرنے پر تیار نہ تھا کہ یہ بے جان مور تیاں نظام کا نئات میں کوئی عمل دخل رکھتی ہیں۔ جہاں وہ بتوں کو پرستش کے لاکق نہیں سمجھتے تھے وہیں اس بات میں تفکر بھی کرتے تھے کہ اتنی بڑی کا نئات کا نظام کیسے چل رہا ہے ؟ ہر شے ایک قاعدے اور ضا لیلے کے تحت خود بخو دکیسے متحرک ہے ؟ کون ہے جو وقت مقررہ پر چل رہا ہے کون ہے وہ ذات جو دن کے اجالے کورات کی تاریکی سے بدل دیتی ہے ؟ وہ ہستی کون ہے جو در ختوں پر پھل پھول کر دیتی ہے ؟ بارش برسادیتی ہے ، زمین سے کھیتیاں اگادیتی ہے۔ ایکی قادر و محیط ذات کون ہو سکتی ہے کہ کا نئات کا ہر فرد کا نئات کا ہر جزوا پنے اپنے افعال اس ترتیب سے انجام دے رہا ہے کہ آپس میں کہیں بھی کوئی نگر اؤاور اختلاف واقع نہیں ہو تا۔ حضرت ابراہیم کا تفکر اس بنیاد کو تلاش کر رہا تھا جس پر نظام کا نئات متحرک ہے۔ انہیں اس بات کا یقین حاصل ہو گیا کہ ان لکڑی اور پتھر کے بیوں کے سواکوئی ذات ایس ہے جو ان سارے اعمال وافعال کو سنچالئے کی ذمہ دار ہے۔ بول کے سواکوئی ذات ایس ہے جو ان سارے اعمال وافعال کو سنچالئے کی ذمہ دار ہے۔

حضرت ابراہیم نے ان بتوں کو خدامانے سے انکار کر دیااور اعلان کیا:





بادشاہ اور ارباب اقتدار کے لئے بت تراشنے والے آذر کو جب بیہ معلوم ہوا کہ ان بتوں کی تکذیب کرنے والے کا تعلق اس کے گھرسے ہے تواس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بلایا اور بلا کر یو چھا۔

"حضرت ابراہیم ً! کیا تومیرے معبودوں سے پھر گیاہے؟"

حضرت ابراہیم نے جواب میں کہا:

"اے میرے باپ! مجھے ایسی بات کا علم حاصل ہو گیاہے جسسے متعلق آپ کچھ نہیں جانتے۔ ہدایت و تجھائی کی طرف آیئے اور شیطان کے بتائے ہوئے راستے کو چھوڑ دیجئے۔ یہ صریح گمر اہی ہے۔

آذرنے بیرسناتو غیض وغضب کے عالم میں مخاطب ہوا:

"ابراہیم میرے معبودوں کا انکار نہ کریا در کھ!اگر توان باتوں سے باز نہیں آیاتو میں تجھے سنگسار کر دوں گا۔"

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے وحدہ لا شریک کی جانب توجہ دلائی۔

"میں آپ کے تراشیدہ پتھروں کو اپنامعبود نہیں مان سکتا۔ یہ مجھے فائدہ پہنچاسکتے ہیں اور نہ میں ان سے کسی قسم کاخوف اور خطرہ محسوس کر تاہوں۔ اگر یہ میر ایچھ نہیں بگاڑ سکتے ہیں تو اپنی حسرت نکال لیں۔ البتہ میں صرف اس ہستی کو معبود مانتا ہوں جس نے مجھے پیدا کیا اور سید تھی راہ دکھائی۔ جو مجھ کو کھلاتا، پلاتا اور رزق دیتا ہے اور جب میں بیار ہو جاتا ہوں تو مجھے شفا بخشاہے اور جو میری زیست اور موت دونوں کا مالک ہے اور اپنی خطاکاری کے سبب جس سے میں یہ تو قع رکھتا ہوں کہ وہ مجھے بخش دے گا اور میں اس کے حضور میں یہ اپنی خطاکاری کے سبب جس سے میں یہ تو قع رکھتا ہوں کہ وہ مجھے بخش دے گا اور میں اس کے حضور میں یہ





دعا کرتار ہتا ہوں کہ اے میرے پرورد گار! تو مجھ کو صیح فیصلے کی قوت عطا کر اور مجھے نیکو کاروں کی صف میں داخل کر۔"

نصیحت وموعظت کے اس موٹر اندازِ خطابت کوجو حضرت ابر اہیم ٹنے اپنے والد اور قوم کے سامنے پیش کیا، سورۃ الشعر اء میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا۔

آزذر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جر اُت سے شدید دھپکالگا تھااوروہ غصہ پر کنٹر ول حاصل کرنے پر بری طرح ناکام ہو گیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہنے لگا کہ تیر کی خیر اسی میں ہے کہ پچھ عرصہ کے لئے مجھ سے دور ہو جا۔ یہ سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا: ""میں اپنے پر ورد گارسے آپ کی بخشش کی دعا کروں گاوہ مجھ پر بڑامہر بان ہے، میں آپ کو اور ان بتوں کو جنہیں آپ اللہ کے سواپکارتے ہیں میں جھوڑ تا ہوں وہ مجھے محروم نہیں رکھے گا۔ "حضرت ابراہیم ٹنے فرما نبر دار بیٹے کی طرح باپ کی بات کا احتر ام کیا اور قطع تعلق پر آمادہ ہو گئے۔

یہ بتایا جا چکا ہے کہ حضرت ابر اہیم کی قوم بت پرستی کے علاوہ ستارہ پرست بھی تھی اور ان کا یہ عقیدہ تھا کہ انسانوں کی زندگی اور موت، رزق، نفع و نقصان، خشک سالی، اور قحط سالی، فتح و شکست غرض تمام کارخانہ عالم کا نظم و نسق ستاروں اوران کی تاثیر پر چل رہاہے اور یہ تاثیر ان کے ذاتی اوصاف میں سے ہے اس لیے ان کی خوشنودی ضروری ہے جوان کی پرستش کے بغیر ممکن نہیں۔

تفکر کی جن راہوں پر چلتے ہوئے حضرت ابراہیم ٹنے خالق کا ئنات کی وحدانیت کا سراغ لگایا تھا، مظاہر پرست قوم کوخدائے واحد کی طرف متوجہ کرنے کے لئے حضرت ابراہیم نے وہی طریقہ اختیار کیا۔

تاروں بھری ایک رات، حضرت ابر اہیم ً نے ایک روشن ستارہ کو دیکھ کر فرمایا "میر ارب ہے"اس لئے کہ ستارے اگر معبود ہو سکتے ہیں تویہ ستارہ ان سب میں ممتاز اور روشن ہے لیکن جب وہ اپنے وقت مقررہ پر



نظروں سے او جھل ہو گیا اور اس کی مجال بیہ نہ ہوئی کہ اپنے پر ستاروں کے لئے مزید ایک لمحہ بھی آسان پر موجو درہ سکتا یا کا کناتی سسٹم سے منحرف ہو کر پو جنے والوں کے لئے زیارت کا ہدف بنار ہتا، تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا:

"میں حجب جانے والے کو پیند نہیں کر تا۔ "لیعنی جو شئے وقت کے زیر اثر تغیر کے اثرات کو قبول کر لیتی ہے وہ معبود نہیں ہوسکتی۔ پھر دیکھا کہ چاند آب و تاب کے ساتھ سامنے موجو دہے۔ اس کو دیکھ کر فرمایا:

" یہ میر ارب ہے اس لئے کہ یہ خوب روشن ہے اور اپنی روشنی سے ساراعالم کو منور کیے ہوئے ہیں پس کواکب کو اگر رب بنانا ہے تو چاند کو ہی کیوں نہ بنایا جائے کیونکہ یہی اس رتبہ کا اہل نظر آتا ہے جیسے جیسے طلوع آفتاب کا وقت قریب آیا چاند لوگوں کی نگاہوں سے او جھل ہونے لگا۔ یہ دیکھ کر حضرت ابراہیم نے چاند کے رب ہونے کی نفی اس انداز میں کی کہ غیر محسوس طریقے پر قوم کی توجہ واحد و یکتا ہستی کی جانب میذول کروادی۔

فرمایا، "میر احقیقی پرورد گار اگر میری رہنمائی نه کرتا تومیں ضرور گمراه قوم ہیں میں سے ایک ہوتا۔"

تاروں بھری رات ختم ہوئی جیکتے تارے اور چاند، سب نظر سے او جھل ہو گئے۔ اس لئے کہ اب تو سورج کا روشن چہرہ سامنے آرہا تھا۔ دن نکل آیا اور پوری آب و تاب کے ساتھ زمین پر دھوپ چھا گئی۔

حضرت ابراہیم نے فرمایا" بہہ میر ارب کیونکہ یہ کواکب میں سب سے بڑا ہے اور نظام فلکی میں اس سے بڑا ستارہ ہمارے سامنے کوئی اور نہیں ہے لیکن دل بھر کے جیکنے ہوں اور تمام عالم کوروشن کرنے کے بعد وقت مقرر پر اس نے عراق کی سرزمین سے پہلوں بجانا شروع کر دیا اور شب کی تاریکی آہستہ آہستہ سامنے آنے لگیں اور سورج غروب ہو گیا ابراہیم نے قوم سے مخاطب ہو کر یو چھا:





www.ksars.org

"تمہارے عقیدے کے مطابق کو اکب کو اگر ربوبیت اور معبودیت کی قدرت حاصل ہے تو ان میں تغیر ات کیوں نمایاں ہیں؟ یہ جس طرح جیکتے نظر آتے ہیں اسی طرح جیکتے کیوں نہیں رہتے؟ ستاروں کی روشنی کو مہتاب نے کیوں ماند کر دیاہے؟ اور مہتاب کے رخ روشن کو آفتاب کے نور نے کس لئے بے نور بنادیا؟ پس اے قوم! میں ان مشر کا نہ عقائد سے عاجز ہوں اور نثر ک کی زندگی سے بیز ار ہوں، بلا شبہ میں نے اپنارخ صرف اسی ایک اللہ کی جانب کر لیا ہے۔ جو آسانوں اور زمین کا خالت ہے۔ "

بت پرست وستارہ پرست قوم انگشت بدنداں تھی کہ اس روشن دلیل کاکیا جواب دیا جائے؟ باطل خداؤں پر لیٹین صدیوں پر محیط زمانے سے ضرب در ضرب جمع ہو کر اس قدر پختہ ہو چکاتھا کہ حقیقت کی روشنی ان کے اندر داخل نہ ہو سکی بجائے اس کے کہ وہ صدائے حق کو قبول کر لیتے حضرت ابر اہیم علیہ السلام سے جھڑنے لگے اور ان فرضی معبودوں کے قہر وغضب اور انتقام سے انہیں ڈرانے لگے جو معبود نظام قدرت کے تابعے تھے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کی عقل و شعور پر پڑے ہوئے پر دوں کو دیکھ کر فرمایا کہ تمہارے پاس گر اہی کے سواکوئی روشنی موجو د نہیں ہے مجھے تمہارے معبودوں کی ذرہ برابر پر واہ نہیں ہے۔ میر ارب جو چاہے گاوہی ظہور میں آئے گا۔ یہ لکڑی اور پتھر سے تراشے ہوئے بت خو د اپنی حفاظت نہیں کر سکتے تو کسی دوسرے کو حفظ و امان کی ضمانت کیوں کر دے سکتے ہیں۔ نفع و نقصان اور اپنی حاجات ان بے جان پتھر وں سے وابستہ کرناسعی لا حاصل ہے۔

اسی دوران شہر کے باہر ایک مذہبی تہوار منعقد ہوا۔ تمام لوگ اس میں شریک ہوئے کیکن حضرت ابر اہیم علیہ السلام نے طبیعت کی ناسازی کاعذر پیش کر کے اس مین شرکت سے معذوری ظاہر کی۔ جس وقت ساری قوم تہوار کی خوشی منار ہی تھی اس وقت حضرت ابر اہیم سب سے بڑے دیو تا کے ہیکل میں چلے گئے۔ بید دیو تا قوم کے لئے بہت مقدس تھا اور تمام باطل خداؤں کا سر دار مانا جا تا تھا۔





حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا کہ وہاں موجود لکڑی اور پتھر سے بنائے گئے دیو تاؤں کے سامنے پھل اور میووں اور مٹھا ئیوں کے خوان رکھے ہوئے ہیں جولوگوں نے اپنے عقیدت کے مطابق چڑھاوے کے طور پر ان کو نذر کئے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان مور تیوں کو مخاطب کر کے کہا، "یہ سب تمہارے لئے رکھا ہے تم ان کو کھاتے کیوں نہیں ؟"ماحول پر گہر اسکوت طاری تھا۔ حضرت ابراہیم نے دوبارہ فرمایا" میں تم سے مخاطب ہوں، کیابات ہے تم میری بات کیوں نہیں سنتے ؟میری بات کا جواب کیوں نہیں دیتے ؟"۔ باطل معبود اسی طرح بے حس وحرکت تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہتھوڑ ہے سے ان کو توڑ پھوڑ ڈالا اور سب سے بڑے بت کے کندھے پر ہتھوڑ ارکھ کروا پس آگئے۔

لوگ جب تہوار سے واپس آئے تو دیکھا کہ ان کے معبود منہ کے بل زمین پر اوند سے پڑے ہیں۔ کسی خدا کا سر غائب ہے توکسی کی ٹانگ نہیں ہے۔ کوئی دونوں ہاتھوں سے معذور ہے توکسی کا بازو کند ھے سے اتر اہموا ہے۔ اپنے مقد س معبودوں کی ہے گت دیکھ کر کا بمن اور سر دار بد حواس ہو گئے اور ہذیا نی انداز میں چیخ و پچار کرنے لگے کہ ہم نے ایک جوان کی زبان کرنے لگے کہ ہم نے ایک جوان کی زبان سے ان بتوں کی برائی سن ہے۔ اس کانام ابر اہیم ہے۔ ہونہ ہویہ اس کاکام ہے۔

بات باد شاہ وقت نمر و د تک پہنچ گئی۔ وہ مملکت کا باد شاہ ہونے کے ساتھ خود کورعایا کارب اور مالک بھی سمجھتا تھا۔ دوسرے معبودوں اور دیو تاؤں کی طرح رعایا نمر ود کو بھی اپناخد امانتی تھی اور اس کی پرستش کرتی تھی ۔ در بار شاہی میں سجدہ کرنے کارواج عام تھا۔

کاہنوں اور ارباب اقتدار کی موجو دگی میں حضرت ابراہیم کو دربار شاہی میں طلب کیا گیا۔ لوگوں کا جم غفیر جمع ہوگیا۔ حضرت ابراہیم ورواج کو جمع ہوگیا۔ حضرت ابراہیم پیغیبر انہ و قار اور تمکنت سے دربار شاہی میں داخل ہوئے اور شاہی رسم ورواج کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ممر ود کے سامنے جاکر کھڑے ہوئے۔





مذہبی پیشواؤں نے رعب دار آواز میں پوچھا" کیوں ابر ہیم کیا تونے ہمارے دیو تاؤں کے ساتھ یہ سب کچھ کیاہے؟"

حضرت ابر اہیم نے جو اب میں فرمایا بیر کارنامہ ان بتوں میں سے سب سے بڑے بت کا ہے۔ ہتھوڑا سی کے کندھے پرر کھا ہے سواس سے پوچھ لو۔ حضرت ابر اہیم کی دلیل کا جو اب پجاریوں اور کا ہنوں کے پاس نہ تھا وہ ندامت اور نثر مندگی سے سر جھکا کے بولے ابر اہیم توخوب جانتا ہے کہ یہ پتھر کی بے جان مور تیاں ہیں ان میں بولنے میں سکت نہیں ہے۔ "

باطل عقائد کی تکذیب اور ان عقائد کاپر چار کرنے والے مذہبی پیشواؤں کو ارباب اقتدار اور عوام الناس کی موجود گی میں دعوت حق پہنچانے کا وقت آگیا تھا۔ حضرت ابر اہیم نے اس موقع پر انہیں دعوت فکر دیتے ہوئے فرمایا کہ جب یہ بولنے اور حرکت کرنے سے معذور ہیں تو پھر تم ان سے اپنا نفع نقصان کی سے وابستہ کرسکتے ہو۔ افسوس ہے کہ تم واحد و یکنا ذات اللہ کو جو کہ تمام کا نئات اور نظام کا نئات کا تنہا مالک اور مختار کل ہے جھوڑ کر باطل معبودوں کی ہوجے ہو کیا تم عقل و شعور کا استعال نہیں کرتے۔

صدیوں سے پوجے جانے والے بتوں کے لیے اس قسم کی زبان کا استعال بلاشبہ لو گوں کے شعور پر شدید ضرورت تھی۔ حضرت ابر اہیم ؓ کے بات کا جو اب مذہبی رہنماؤں کے پاس نہ تھاا گرچہ وہ اس بات پر تلملا کر رہ گئے مگر کوئی ٹھوس دلیل کے جو اب میں پیش نہ کر سکے۔

قدیم عقائد پریدا تن کاری ضرب تھی کہ نمر ودنے اس کے پس منظر میں اپنی خود ساختہ خدائی اور ملوکیت کو زمین بوس ہوتے دیکھ لیا۔وہ چالاک آدمی تھا۔ اس نے حضرت ابراہیم سے سوال کیا، "توباپ داداکے دین





حضرت ابراہیم نے جواب میں فرمایا کہ میں اللہ کریم کی وحدانیت پریقین رکھتا ہوں وہ ساری کا ئنات کا تنہا مالک ہے ہم سب بھی اس کی مخلوق ہیں۔ یہ گونگے بہرے بت خداکیسے ہوسکتے ہیں جواپنی سلامتی اور حفاظت کے لئے دوسروں کے محتاج ہیں۔۔ پرستش کے لائق ہستی کی تعریف یہ ہے کہ وہ کسی قسم کی احتیاط نہیں رکھتی تمام مخلوق اس کی محتاج ہوتی ہے۔

رب کی تعریف سن کر نمر و دنے دریافت کیا"اگر میرے علاوہ تیر اکوئی رب ہے تواس کا ایساو صف بیان کر جس قدرت مجھ میں نہ ہو۔

حضرت ابراہیم نے فرمایا: "میر ارب موت وحیات پر قادرہے۔

نمرود نے جواب میں کہا کہ زندگی اور موت تومیر ہے قبضہ قدرت میں بھی ہے۔ ثبوت کے طور پر ایک قیدی جس کو موت کی سز اکا تھم ہو چکا تھانمروداس کی جال بخشی کر دی اور دربار میں موجود ایک شخص کی گر دن مار دینے کا تھم صادر کر دیا۔

انبیاء علیهم السلام نور فراست سے معمور ہوتے ہیں۔ حضرت ابراہیم نے دیکھ لیا کہ نمرود حق کی معرفت سے محروم ہے۔ دوجمع دوچار کی سمجھ بوجھ رکھنے والا در حقیقت تک پہنچنے کی راہ میں مز احم ہے توانہوں نے ایک خوبصورت مثال دیتے ہوئے نمرود سے کہا:

"میرے رب کے تابع فرمان کا ئنات کا ہر ذرہ ہے۔ سورج کے حکم سے ہر روز مشرق سے نکلتا ہے اور مغرب میں ڈوب جا تاہے تو سورج کو مغرب سے نکال کر د کھادے۔"





نمروداس معاملے میں لاچار تھا۔ عوام الناس، کا ہن اور مذہبی پیشواؤں کے بعد بادشاہ وقت بھی اللہ کے فرستادہ بندے حضرت ابراہیم کو باطل عقائد کی اندھی تقلید کے لیے رضامند کرنے میں ناکام ہو گیا۔ مذہبی پیشواؤں اور ارباب اقتدار کی بالا دستی انہی عقائد کے مرہون منت تھی۔ ان عقائد کی تکذیب ایوان اقتدار میں دراڑیں ڈالنے کے متر ادف تھا۔ انہوں نے شوروغوغابلند کیا کہ یہ ہمارے دیو تاؤں کی توہین کامر تکب مواہے اور باپ دادا کے مذہب کو جھٹلا تا ہے۔ اس کو سزا کے طور پر چھینک دیاجائے۔ اس مقصد کے لیے ایک جگہ منتخب کر کے بہت بڑا الاؤروش کیا گیا۔ کئی روز تک آگ کو دہکا یا گیا یہاں تک کہ آگ نے ارد گرد موجود داشیاء کو جلاڈالا۔ تب حضرت ابراہیم گوا یک منجنیق کے ذریعے دہمی ہوئی آگ میں ڈال دیا گیا۔

منفی طرز فکر کے حامل اہل باطل نے اللہ کی تخلیق آگ کو شر اور تخریب میں استعمال کیا اور حضرت ابر اہیم ً کو د کہتی آگ میں ڈال دیالیکن خالق نے اپنی تخلیق کو حکم دیا۔

"اے آگ! محندی ہو جااور آرام بن ابراہیم پر "(الانبیاء۔)

تابع فرمان آگ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ذرہ برابر نقصان نہیں پہونچایااور حضرت ابراہیم ً دشمنوں کے شرسے محفوظ رہے۔

اس واقعہ کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہجرت کا تھم ہو ااور وہ شام کی طرف ہجرت کر گئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھیتیج حضرت لوط علیہ السلام ہجرت کے وقت آپ کے ہمراہ تھے۔ روایت کے مطابق حضرت ابراہیم کی شادی شام کے بادشاہ کی لڑکی سے ہوئی۔ جن کا نام سارا تھا۔ حسن و جمال میں آپ کا ثانی نہ تھا۔ کنعان (شام) میں جب قبط پڑا تو حضرت ابراہیم حضرت سارا حضرت لوط کے ہمراہ مصر کی کا ثانی نہ تھا۔ کنعان (شام) میں جب قبط پڑا تو حضرت ابراہیم حضرت سارا حضرت سارہ کی مد دو حفاظت جانب روانہ ہوگئے۔ مصر کا بادشاہ حسن و جمال کا دلد ادہ تھا۔ گر اللہ تعالی نے حضرت سارہ کی مد دو حفاظت فرمائی اور بادشاہ اپنی باپی ک ارادہ کی تکمیل میں ناکام رہا۔ حضرت سارہ کی بزرگی سے متاثر ہو کر بادشاہ نے اپنی اپنی بیٹی ان کی خد مت میں بیش کی۔ مصر کی یہی شہز ادمی حضرت ہاجرہ کے نام سے مشہور ہوئیں۔





حضرت سارہ کے اولاد نہ تھی، انہوں نے حضرت ہاجرہ کو حضرت ابراہیم کی زوجیت میں دے دیا۔ حضرت ابراہیم ٹی زوجیت میں دے دیا۔ حضرت ابراہیم ٹے درب العزت کی بار گاہ میں نیک اور صالح اولاد کے لئے درخواست کی ان کی بیہ درخواست بار گاہ خداوندی میں قبول ہوئی اور حضرت ہاجرہ سے حضرت اساعیل تولد ہوئے۔ بشری کمزوری حضرت سارا کے آٹے کہ اور بی ہاجرہ کے ہاں اولا د ہونے سے انہیں رنج ہوا۔ حضرت سارہ نے حضرت ابراہیم سے اصراد کیا کہ دونوں ماں بیٹے کو دور کر دیا جائے۔ تھم خداوندی کے تحت حضرت ابراہیم ہی باجرہ اور اساعیل کو عرب کے بیابان میں کعبۃ اللہ کے قریب چھوڑ آئے۔

الله کریم کے فرمان کی بیمیل میں حضرت ہاجرہ نے حضرت ابر اہیم گاپورا پوراساتھ دیااور عرب کے ریگستان میں شیر خوار بچے کے ہمراہ رک گئیں۔الله کریم کے تھم کی تعمیل اور توکل الی الله کی بیہ اداالله کریم کواس قدر پیند آئی کہ بی بہ جرہ نے صفاو مروہ کے در میان پانی کی تلاش میں جو چکر کاٹے تھے ان کا دہر انابیت الله کی زیارت کے لیے آنے والے ہر فر دیر لازم قرار دے دیا ہے۔الله پر توکل اور بھروسہ خالق کا کنات کے حضور مقبول ہوااور ہے آب و گیاہ زمین سے میٹھے اور شفاء بخش یانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔

ایک اور مقام پر حضرت ابراہیم کو آزمایا گیا جب حضرت ابراہیم کے اکلوتے فرزند حضرت اساعیل کے بھا گئے دوڑنے کے سن کو پہنچے تو تھم ہوا کہ ان کواللہ کی راہ میں قربان کر دیا جائے۔ حالت بیداری ہویا نیندکی کیفیت ہواللہ کے فرستادہ بندوں کے قلوب ذات باری تعالی کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔ حضرت ابراہیم کو قربانی کا بیہ تھم عالم خواب میں ملا۔ انہول نے اپنے گخت جگرسے خواب کا تذکرہ کیا۔ نور نبوت سے سر فراز حضرت اساعیل نے تھم خداوندی کی تعمیل میں سرجھکا دیا۔ تاریخ شاہد ہے کہ تسلیم ورضا، تابعداری اور فرمانبر داری کا عملی نمونہ امت کے لئے یاد گار بنادیا گیا ہے۔

حضرت ابراہیم اگرچہ فلسطین میں مقیم تھے لیکن بی بہاجرہ اور حضرت اساعیل کی ملا قات کے لیے و قبا فو قبا مکہ آتے تھے۔ حضرت اساعیل کی قربانی کا جب حکم ملااس وقت ان کی اور کوئی اولا د نہیں تھی۔ حکم کی تعمیل میں حضرت ابراہیم اور حضرت اساعیل کا عملی اقد ام بار گاہ رب العزت میں قبول ہو گیا۔





آیت مقدسه میں تفکر کرنے سے بیہ بات سامنے آتی ہے کہ حضرت ابر اہیم آزمائش میں جب پورے انزے تواللہ نے انعام واکر ام سے نوازا۔ قربانی کا عمل نہ صرف بیہ کہ رہتی دنیا تک بطور سنت جاری کر دیا گیا بلکہ اکلوتے بیٹے کو اللہ کے لئے قربان کر دینے کا جذبہ اس قدر پبند آیا کہ دوسرے بیٹے کی ولادت اور منصب نبوت پر ان کی سر فرازی کی خوشنجری دی گئی۔

حضرت ابراہیم گوجب بیت اللہ کی تعمیر کا تھم ملا توانہوں نے حضرت اساعیل کی مد دسے تعمیر کا آغاز کر دیا۔
دیواریں جب اس حد تک اونچی ہو گئیں کہ مزید تعمیر کے لیے پارھ کی ضرورت محسوس ہوئی توایک پھر کو
پاڑھ بناکر تعمیر کاکام مکمل کیا گیا۔ یہی پھر "مقام ابراہیم" کے نام سے آج بھی کعبہ شریف میں موجو د
ہے۔ تعمیر کعبہ کے وقت حضرت ابراہیم حضرت اساعیل کی دعاؤں اور مناجات کا تذکرہ قرآن میں ماتا ہے۔
سیرنا حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی بعثت اور اپنی آل میں آپ کی ولادت کی دعااسی موقع پر کی گئی تھی۔ جسے
سیرنا حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی بعثت اور اپنی آل میں سیرنا حضوعلیہ الصلاۃ والسلام کو ظہور ہوا۔

حضرت ابراہیم نے تین شادیاں کیں۔ پہلی ہیوی حضرت سارہ سے حضرت اسلی کی ولادت ہوئی۔

حضرت اسحاق بنی اسر ائیل کے جدااعلیٰ ہیں۔انبیاء بنی اسر ائیل کا سلسلہ انہی کی نسل میں قائم ہوا۔ دوسری بیوی حضرت ہاجرہ تھیں ان کے بطن سے حضرت اسماعیل ہیں۔خاتم النبیین حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللّه علیہ وسلم کا سلسلہ نسب حضرت اسماعیل سے ملتا ہے۔حضرت سار انے کنعان میں 127 برس کی عمر میں





حضرت ابراہیم کی طبعی عمر 175 سال بیان کی جاتی ہے۔ حضرت ابراہیم کے انتقال کے بعد د نیامیں جتنے پیغیبر مبعوث ہوئے وہ سب انہی کی اولا دمیں سے تھے۔اسی بناپر آپ کالقب "ابوالا نبیاء" ہے۔

اجزائے کا کنات اور مظاہر قدرت میں تفکر حضرت ابراہیم کا شعار تھا۔ قر آن میں جہاں سورہ انعام میں تلاش حق کے سلسلے میں سورج، چاند اور ستارے میں حضرت ابراہیم کے نفکر کا تذکرہ ہے، وہیں سورہ بقرہ میں مظاہر کے پس پر دہ کام کرنے والی حقیقت کا پتہ چلانے کے لیے اور حرکت کی کنہ تک پہنچنے کے لئے تفکر اور مشاہدے کا ذکر بھی ہے۔ جب حضرت ابراہیم نے اللہ تعالی سے درخواست کی کہ نے مشاہدہ کرایا جائے کہ مر دہ اجسام دوبارہ کیسے زندہ کئے جائیں گے۔ تب حضرت ابراہیم کو حکم ہوا کہ چار پر ندے پالیں اور پھر انہیں ذبح کرکے ان کے مگڑے بہاڑوں پر ڈال دیں اور جب ان پر ندوں کے اجزاء مختلف مقامات پر ڈال چکیں تو پھر ان پر ندول کو پکاریں۔ حضرت ابراہیم نے ہدایت کے مطابق عمل کیا اور حکمت خداوندی ان پر آشکار ہوگئی۔ چاروں پر ندرے صبح سالم حالت میں ان کے پاس پہونج گئے۔

حضرت ابراہیم ایسے جلیل القدر پیغیبر ہیں کہ جن کی ذات سے ان کی طرز فکر کے حامل ان کے متعلقین سے سے صادر ہونے والے اعمال کو بطور سنت اللہ تعالی نے اللہ تعالی نے آنے والے لو گوں پر جاری کر دیا ہے۔ اس کی واضح مثال عید الضحیٰ کے موقع پر قربانی کرنا ہے ، حج کے موقع پر "رمی " یعنی شیطان کو کنکریاں مارنا ہے اور زیارت کعبہ اور عمرہ کی ادائیگی کے وقت صفاو مروہ کے در میان " سعی " کرنا ہے۔

الہامی کتابوں میں مذکور حضرت ابر اہیم گاواقعہ اور واقعہ کی جزئیات ہیں اس بات کی دعوت دی گئی ہے کہ ہم اجزائے کا نئات میں تفکر کو اپناشعار بنائیں۔ حضرت ابر اہیم کے قصہ میں بیہ بات وضاحت کے ساتھ بیان کی گئی ہے کہ اللہ کے فرستادہ بندے کس طرز فکر کے حامل ہوتے ہیں اور اس طرز فکر کے تحت ان سے کس





www.ksars.org

قسم کے اعمال صادر ہوتے ہیں۔ اور یہ کہ پیغیبر انہ طرز فکر کے تحت کیے گئے عمل سے اللہ تعالی کی خوشنودی اور رضاان کے شامل حال ہو جاتی ہے۔ حکم کی بجا آوری ان کا نصب العین ہو تاہے ہر حال میں شکر اداکر نا ان کا طریق ہے۔ نفکر ان کا شعار بن جاتا ہے اور قربت الہی کا تصور ان کے اندر حق الیقین کا در جہ اس طرح حاصل کر لیتا ہے کہ وہ ہر لمحہ اللہ کوخو دیر محیط دیکھتے ہیں۔ قر آن میں بیان کر دہ حضرت ابر اہیم گا قصہ اور دیگر حکمتوں میں نفکر کرنے سے یہ بات سامنے آجاتی ہے کہ تمام تجربات، مشاہدات اور محسوسات کا ماخذ ذہن ہے۔ جتنی ایجادات انسان سے صادر ہوتی ہیں ان کو بھی ذہن کی کار فرمائی سے الگ نہیں کیا جاسکتا۔ جب انسان غور و فکر کرتا ہے تو ذہن میں و سعت پیدا ہوتی ہے اور کسی کلیہ یا کسی نئے علم کا انکشاف جو جاتا ہے۔

نفس دود ماغ متعلق روزافزوں انکشاف سے بیہ بات واضح ہور ہی ہے کہ انسان کا وجو د حصوں میں منقسم ہے۔
ایک حصہ اس کی خارجی د نیااور دو سر احصہ اس میں داخل میں واقع ہونے والی تحریکات ہیں۔ انسانی نفس کے بیہ د نوں حصے ایک دو سرے سے گہر ار شتہ رکھتے ہیں۔ ہر دور میں بیہ بات کسی نہ کسی صورت میں سامنے آتی رہی ہے کہ انسان صرف جسمانی حرکات اور خارجی کیفیات کانام نہیں ہے۔ انسان کے اندرایک دارئہ مادی تحریکات سے آزاد ہے اور اسی دائرے سے تمام خیالات وافکار مادی دائرہ کو ملتے ہیں۔ بیہ در بڑہ اصل مانسان ہے اور اسے عرف عام میں "روح" کہا گیا ہے۔ اہل روحانیت نے اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے انسان ہے اور اسے عرف عام میں "روح" کہا گیا ہے۔ اہل روحانیت نے اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہا گر آدمی اپنے قلب، من کے اندر سفر کرے تواس کے اوپر روح کی قوتوں کا انکشاف ہو جاتا ہے۔

تمام آسانی صحائف نے انسان کی غیر معمولی صفات کا تذکرہ کیاہے۔ کتب ساوی کے مطابق انسان بظاہر گوشت پوست سے مرکب ہے لیکن اس کے اندر ایساجو ہر کام کررہاہے جو خالق کی صفات کا عکس ہے۔ اس جو ہر کوروح کانام دیا گیاہے۔ اور اسی روح کے ذریعہ انسان کو کا ئناتی علوم حاصل ہیں۔

انسانی صلاحیتوں کا اصل رخ اس وقت اس وقت حرکت میں آتا ہے جب روحانی حواس متحرک ہوجاتے ہیں۔ یہ حواس ادراک ومشاہدات کے دروازے کھولتے ہیں جوعام طور سے بندر رہتے ہیں۔ انہیں حواس





حضرت ابراہیم علیہ السلام

16

سے انسان آسانوں اور کہکشانی نظام داخل ہو تا ہے۔ غیبی مخلو قات اور فرشتوں سے اس کی ملا قات ہوتی ہے اور مظاہر کے پس پر دہ حقائق ان پر آشکار ہو جاتے ہیں۔ یہ سب اس وقت عمل میں آتا ہے جب بندہ انبیاء علیہ السلام اور ان کے وارث اولیاء اللہ کی بتائی تعلیمات پر ان کی طرز فکر کے مطابق عمل پیر اہو جاتا ہے۔



